جمائما گولڈ سمتھ: عمران کا گولڈ ثابت ہوئیں

تحریر: سہیل احمد لون

انگلینڈ کے متعلق 3Ws کا ضرب المثل بہت پرانا ہے جس کے مطابق Work,Weather and Woman پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا اور کسی بھی وقت اپنا رنگ گرگٹ کی طرح بدل سکتے ہیں، آج بھی لوگ اسے مختلف اوقات میں quote کرتے ہیں۔ جہاں تک عورت ذات کی وفا کی بات ہے تو جرمن اور مکرانی عورتیں دنیا میں وفا کی مثال سمجھی جاتی ہیں۔ مکرانی عورتوں کی اس خوبی کو مجھے عملی طور پر دیکھنے کا آج تک اتفاق نہ ہو سکا۔ چونکہ میں نے پاکستان کے بعد اپنی زندگی کا بیشتر حصہ جرمنی میں گزارا ہے اور پاکستان کے بعد جرمنی سے میرا سب سے قلبی لگاؤ بھی ہے۔ جرمنی کی بہت سی خوبیاں ہیں جس کی وجہ سے جنگ عظیم میں تباہ برباد ہونے کے بعد صرف چار دہائیوں میں جرمنی دنیا میں معیشت کے اعتبار سے ٹاپ کے ممالک میں شامل ہو گیا جرمن نے ثابت کر دیا کہ وہ واقعی ہی عظیم قوم ہیں۔ جرمن قوم کے رکھ رکھاؤ، صفائی ستھرائی، وطن پرستی اور کم وقت میں سیدھی بات کرنے کا پتہ تو چند ہی دنوں میں چل گیا تھا مگر جرمن عورت کی وفا شعاری دیکھنے کے لیے بھی مجھے کچھ زیادہ دن انتظار نہیں کرنا پڑا۔ 1990ء میں ہمارے ایک قریبی رشتہ دار کی شادی ایک جرمن عورت Anja سے صوبہ بائیرن کے شہر ہوف میں ہوئی، اگلے سال ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اس شخص کو کسی وجہ سے پاکستان ڈیپورٹ کر دیا گیا کیونکہ بندے کا اسائلم کیس پاس نہیں ہوا تھا اور اس کی شادی کو ابھی قانونی حیثیت حاصل نہیں تھی۔ جرمن عورت اپنے تین ماہ کے بیٹے کو ساتھ لے کر چاہ میراں لاہور پہنچ گئی۔ اس وقت برسات کا موسم تھا اور ایک میم کا نشیبی علاقوں میں بارش کے گندے پانی میں چل کر اپنے خاوند کے لیے وکیل، جرمن ایمبیسی، لاہور میں مختلف سرکاری دفاتر کے چکر کاٹنا اتنا آسان کام نہیں تھا۔ اس ''صاف'' چمڑی والی کو بہت سے لوگ ''میلی'' نظروں سے دیکھتے مگر وہ اپنی دھن میں مگن رہی اور چھ ماہ کی جدوجہد کے بعد اپنے خاوند کے لیے جرمن ایمبیسی سے ویزا لینے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کے لیے اس کو اسلام قبول کر کے نکاح بھی کرنا پڑا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب کسی جرمن سے بچہ پیدا کر کے ویزا ملنے والا قانون ابھی نہیں آیا تھا۔ آج بھی وہ جرمن عورت اسی پاکستانی کا فیملی نام استعمال کرنے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ میرے بچپن کے دوست نے 2000ء میں جرمنی آ کر اسائلم کیس کیا مگر اس کا کیس پاس نہ ہوا۔ اس نے ایک جرمن عورت Jutta جو جرمن کے شہر Regensburg میں مقیم تھی سے شادی کی خواہش ظاہر کی یوتا نے اسے کہا کہ تم سے پہلے بھی ایک پاکستانی جس کا تعلق گوجرانولہ سے تھا مجھ سے شادی کر کے دو بچے پیدا کر کے مجھے اس وقت چھوڑ کر چلا گیا جب اس کو جرمن شہریت مل گئی۔ حالانکہ میں نے اس کی خاطر دیسی کھانے اور پنجابی زبان تک سیکھ لی تھی۔ میرے دوست نے اسے یقین دلایا کہ سارے پاکستانی مرد ایک جیسے نہیں ہوتے۔ یوتا میرے دوست سے شادی کرنے پر راضی ہو گئی مگر اسی دوران ہوم آفس نے میرے دوست کو امیگریشن پیپرز نہ ہونے کی وجہ سے پکڑ کر پاکستان ڈیپورٹ کر دیا۔ جرمن امیگریشن قوانین کافی سخت ہو چکے تھے اس لیے جو بندہ ایک مرتبہ ڈیپورٹ ہو جائے اور اگر اس کا تعلق ہو بھی پاکستان سے تو دوبارہ جرمنی جانا ناممکن حد تک مشکل ہو جاتا ہے...... یوتا نے ٹیلیفون پر شادی کی اس کے بعد اسے اپنے خاوند کو جرمنی لانے میں پانچ برس لگے اس دوران اس نے وکیلوں کو بڑی فیسیں بھی ادا کیں۔ اداروں اور لوگوں نے اسے سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ یہ شخص تم

کو ویزا پکا ہونے کے بعد چھوڑ دے گا مگر اس نے اپنی وفا کے آگے کسی کو نہ ٹھہرنے دیا۔ آج تقریباً آٹھ برس سے وہ دونوں ہنسی خوشی زندگی گزار رہے ہیں۔ میں جب جنوری 1997ء میں جرمنی آیا تو سب سے پہلے میں جس شہر میں رہا وہ Schweinfurt تھا۔ اس میں فیصل آباد کے ایک بٹ صاحب بھی رہتے تھے جن کی بیوی Marion بھی جرمن تھی وہ ایک مقامی ہسپتال میں ہیڈ نرس تھیں۔ بٹ صاحب کا بھی اسائلم کیس پاس نہ ہوا تو انہوں نے اپنا امیگریشن سٹیٹس پکا کرنے کے لیے جرمن عورت سے شادی کر لی ویزا پکا ہونے کے دوران ان کی ایک بیٹی بھی پیدا ہوگئی۔ حسب روایت بٹ صاحب نے بھی جرمن عورت کو طلاق دیکر پاکستان میں شادی رچالی۔ کہتے ہیں کہ رزق بھی عورت کا مقدر کا ہوتا ہے بٹ صاحب کے مالی حالات نوکری چھوٹنے سے خراب ہونا شروع ہوگئے۔ فرینکفورٹ میں ڈاک کے محکمے میں انہوں نے نوکری تلاش کی تو رہائش بھی فریکنفورٹ رکھنا پڑی۔ نئے مکان کے فرنیچر کی قسطیں اور نئی بیوی کا ماہانہ خرچ کے ساتھ ان پر جرمن بیوی سے بیٹی کا خرچہ بھی پڑ گیا تھا۔ جب Marion کو بٹ صاحب کے مالی حالات کا علم ہوا تو اس نے اداروں کو یہ لکھ کر دے دیا کہ وہ بٹ صاحب سے کیش کی صورت میں ہر ماہ بچی کا خرچہ وصول کرتی ہے لہذا بٹ صاحب کے اکاوٴنٹ سے کوئی پیسہ کاٹ کر مجھ نہ دیا جائے۔ بٹ صاحب کو ماریون نے کہا کہ میرے پاس پیسے کی کمی نہیں تم کو اگر ضرورت ہو تو مجھ سے بھی لے سکتے ہیں۔ وہ خود بچی کو لے آتی اور باپ سے ملواتی ملاقات سے پہلے وہ کچھ پیسے بٹ صاحب کو دیتی کہ ان پیسوں سے تم بچی کو کچھ تحفے لے کر دینا اور لنچ یا ڈنر کروا دینا۔ بٹ صاحب کی جب پاکستانی بیگم جرمنی پہنچی تو ماریون نے اس کو بھی تحفہ دیا۔ آج ماریون بھی فریکنفورٹ کے سب سے بڑے ہسپتال میں کام کرتی ہے اور ویک اینڈ یا چھٹیوں میں اپنی بچی کو بٹ صاحب کے گھر بھی چھوڑ جاتی ہے۔ طلاق کے پندرہ برس بعد بھی ماریون نے بٹ صاحب کو بچی کے سکول، کالج یا دیگر معاملات میں آدھا حق دیا ہوا ہے یعنی بٹ صاحب کے دستخط کے بغیر نہ تو وہ کسی سکول میں داخلہ لے سکتی ہے اور نہ ہی کسی دوسرے شہر شفٹ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح کے درجنوں کیسز میں نے جرمنی میں دیکھے جس کے بعد میں نے بھی یہ بات مان لی کہ جرمن عورت بڑی وفادار ہوتی ہے۔ مگر برطانوی عورت کا لندن کے موسم اور انگلینڈ کے کام سے مماثلت دی جاتی ہے کہ وہ وفا نہیں کرتیں۔ مگر اس ضرب المثل کو جمائما گولڈسمتھ، تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان کی سابقہ اہلیہ نے غلط ثابت کر دیا۔ جمائما نے آج تک کبھی عمران خان کے خلاف کوئی بیان نہیں داغا، بچوں کے معاملے میں اس نے بھی عمران خان کو پورا حق دیا ہے۔ حالانکہ قانونی طور پر یہاں ماں کے پاس زیادہ طاقت ہوتی ہے اس کے باوجود بھی اس نے طاقت کا غلط استعمال نہیں کیا۔ عمران خان کے بیٹوں کو اس وقت پاکستان بھیجا جب برطانیہ سے دیسی مائیں اپنے بچوں کو تحریک انصاف کی سیاسی سرگرمیوں سے دور رہنے کا مشورہ دیتی تھیں۔ ڈرون حملوں کے خلاف جمائما نے عملی طور پر حصہ بھی لیا۔ آج بھی بچے باپ کے ساتھ چھٹیاں گزارتے نظر آتے ہیں۔ یعنی طلاق ہونے کے باوجود آج بھی انسانی تقاضوں کے ساتھ ساتھ وفاداری کی تمام رسمیں بھی نبھا رہی ہے۔ عمران خان کی ایمانداری اور پیسے کی لالچ نہ ہونے کا اس نے کئی بار میڈیا میں ذکر بھی کیا۔ عمران خان کے خلاف نااہلی کا کیس چل رہا ہے جس میں لندن کے فلیٹس بیچنے اور اس کی منی ٹریل کے متعلق پوچھا جا رہا تھا۔ عین اس موقع پر جب مخالفین میاں صاحب کے ساتھ ساتھ عمران خان کی نااہلی کی باتیں کرنا شروع ہوگئے تو جمائما کے ٹویٹس نے پھر یہ ثابت کر دیا کہ انگلینڈ کی عورت لندن کے موسم اور نوکری کی طرح غیر یقینی اور بے وفا نہیں ہوتیں۔ جمائما کو دیکھ کر اب

جرمن اور مکرانی عورتوں میں ہمیں برطانوی عورتوں کو بھی وفاداروں کی لسٹ میں شامل کرنا ہوگا اور ہمیں کہنا پڑے گا کہ جمائما گولڈ اسمتھ آج بھی عمران خان کیلئے گولڈ ہے جبکہ اسے شاید معمولی دھاتیں پہنے کا شوق آج بھی ختم نہیں ہوا۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

05-06-2017